اِنَّمَا [illegible]

JUNG STATE LIBRARY
Oriental Section
PRINTED
ACCESSION
۲۳۳۲۷

حقیقۃ الفتنہ

جس کو

جناب نواب زادہ سردار علی رضا خان صاحب قزلباش

مصنف رسالہ شہادتِ حسینؑ

خلف الرشید

عالیجناب رکن الارکان سرکار فخر اعظم کربلائی نواب محمد علیخان صاحب

قزلباش خانبہادر سی ایس آئی۔ رئیس اعظم پنجاب۔ علی رضا آباد اسٹیٹ ضلع لاہور

نے اپنے حسن عقیدت کی بنا پر تالیف فرمایا!

اور

پنجاب شیعہ مشن لاہور

نے دسمبر ۱۹۲۶ء میں برائے افادۂ عام طبع کرا کر مفت تقسیم کرایا

نوٹ:۔ آنریری سیکرٹری پنجاب شیعہ مشن لاہور محلہ شیعان سے رسالہ ہذا ایک آنہ کا ٹکٹ بھیجکر بذریعہ ڈاک مفت طلب کر سکتے ہیں

[illegible] لاہور [illegible] باہتمام [illegible] طبع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہدیۂ تبریک

بتقریب ولادت باسعادت امام عالیمقام حضرت سید الشہدا جناب ابی عبد اللہ الحسین علیہ السلام بیوم جمعہ ۳ شعبان المعظم ۱۳۴۹ھ

از نتیجۂ فکر مداحِ اہلبیت مرزا باقر علی افسر بی۔ اے منشی فاضل لاہور

حسب فرمائش

عالیجناب مستطاب والا شان خان بہادر نواب محمد علی خان صاحب قزلباش

سی۔ ایس۔ آئی۔ دام اجلالہٗ

آج سردار جوانانِ جناں پیدا ہوا	۱	زینتِ عرش افتخارِ آسماں پیدا ہوا
زیبِ آغوشِ جنابِ فاطمہؑ یعنی حسینؑ	۲	راکبِ دوشِ رسولؐ انس و جاں پیدا ہوا
اللہ اللہ اقتدارِ سیدِ والا نسب	۳	محترم ایسا زمانے میں کہاں پیدا ہوا
جد محمد مصطفےٰؐ سا رحمت اللعالمین	۴	جس کی خاطر یہ زمیں یہ آسماں پیدا ہوا
والدہ خاتونؑ محشر اور پدر صلِ علےٰ	۵	ذات حق کا جس کی ہستی پر گماں پیدا ہوا
ماہ شعبان المعظم کا تھا یہ روزِ سوم	۶	نورِ خالق رونقِ کون و مکاں پیدا ہوا
چرخ سے ہاتف کی یہ سوئے زمین آئی ندا	۷	حبذا تو خلق میں حق کی اماں پیدا ہوا
معنیٔ تسلیم مصداقِ رضا عین یقین	۸	حجتِ حق اہلِ دین نورِ عیاں پیدا ہوا
خامسِ آلِ عبا مخدومِ جبریلؑ امیں	۹	پیشوائے خلق امام راستاں پیدا ہوا
جس کی خوشبو سے معطر ہو گیا کون و مکاں	۱۰	وہ گلِ باغ بہارِ بے خزاں پیدا ہوا
جس کی مہمانی پہ شاہد ہے زمین کربلا	۱۱	وہ مسلمانو! تمہارا میہماں پیدا ہوا
جس کے خون کی آبیاری سے پھر ا رنگِ چمن	۱۲	گلشن اسلام کا وہ باغباں پیدا ہوا
امرِ آمرزش بھی آساں ہو گیا اے اہل ہنو	۱۳	امتِ ختم رسلؐ کا مہرباں پیدا ہوا
آچکی تھی کشتیٔ امت محیطِ کفر میں	۱۴	ناخدا ایں گرگرو ناگہاں پیدا ہوا
ڈوب کر بحرِ شہادت میں ابھاری یک بیک	۱۵	خون کی موجوں میں ساحل کا نشاں پیدا ہوا
کر دیا سر دیکر اپنا سرفراز اسلام کو	۱۶	سرفروشِ ملتِ اسلامیاں پیدا ہوا
جستجوئے مدحِ شہ فکرِ رسا کو ہے خوشا	۱۷	راہ ذوق افروزیٔ طبعِ رواں پیدا ہوا
وصفِ شہ میں یہ مضمونِ شعر نے پایا شرف	۱۸	جس کی رفعت پر گمانِ آسماں پیدا ہوا

۲۰ ہے یہ فیضِ مدحتِ فرزندِ بازوئے نبیؐ

طبعِ افسر میں جو یہ نصرِ بیاں پیدا ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ

بتحقیق کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد باعث فتنہ ہے

خلاقِ عالم نے اِس آیہ کریمہ میں پہلے مال یعنی دولت کا ذکر کیا ہے۔ پھر اولاد کا۔ کیونکہ دنیا میں انسان کے لئے جتنے بھی فساد پیدا ہوتے ہیں۔ وہ دولت کی وجہ سے ہے۔ اولاد کا فتنہ بھی دولت ہی کی وجہ ہوتی ہے۔ جب انسان کے پاس دولت ہوتی ہے۔ تو وہ بہت ہی کم اللہ کو یاد کرتا ہے۔ بلکہ دولت ہی پر بھروسہ رکھتا ہے۔ اُس کے دل میں یہ بات قایم ہو جاتی ہے۔ کہ جو کچھ دولت سے ہم کام نکال سکتے ہیں۔ وہ اور کوئی طاقت نہیں نکال سکتی۔ حالانکہ اللہ ہی سب کاموں کا پورا کرنے والا ہے۔ دولت کا دینے والا بھی اللہ ہے۔ کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

گر بدولت برسی مست نہ گردی مردی

اگر انسان دولتمند ہو کر خدا نہ بھولے تو وہی مرد ہے۔ کیونکہ دولت کا پہلا کام یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ انسان کو اپنے آپ میں مست کر لیتی ہے۔ اور خدا کی یاد دل سے نکال دیتی ہے۔ جب خدا کو بھول گیا۔ تو انسان جس قسم کا بھی بُرا کام کرے یا کوئی ظلم کرے۔ کر سکتا ہے۔ جس وقت یاد رہے گا۔ تو کوئی بُرا کام نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کوئی ظلم کر سکتا ہے۔ دولت میں مست ہو کر خدا کو بھول جانے اور ایک غریب آدمی کا خدا کو یاد کرنے کی نسبت ایک عجیب قصہ لکھتا ہوں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک شخص بڑا دولتمند تھا۔ وہ اپنی دولت میں اِس قدر مست تھا۔ کہ مرتے دم تک اُس نے خدا کو یاد نہ کیا۔ جب اُس کی مرگ کا زمانہ نزدیک آیا۔ تو اس کے عیال نے پاس جاکر دریافت کیا۔ کہ تم تو مرنے کے قریب ہو۔ تمہارا بچہ جو ایک ہی ہے۔

وہ بھی کسی کے سپرد کر چلے ہو۔ تاکہ تمہارے بعد اُس کو کوئی اچھی طرح سے تربیت دے۔ اور اس کی پرورش کرے۔ اس کے جواب میں کہتا ہے۔ کہ اے بیوقوف عورت مجھ کو معلوم نہیں ہے۔ کہ میں نے اُس کے لئے اِس قدر دولت جمع کر رکھی ہے۔ کہ اُس کی سات پُشت تک کبھی دولت ختم نہ ہوگی۔ میں کسی کے سپرد کر جاؤں۔ لو میں اِس بچّہ کو دولت کے سپرد کرتا ہوں۔ اِس وصیّت کے چند دِنوں کے بعد دولتمند مرگیا اس دولتمند کی وصیّت کے مطابق اس کی پرورش شروع کی۔ جب جوان ہُوا۔ تو لگا دولت مٹانے۔ آخر یہ نتیجہ ہُوا۔ کہ وہ دولت جس کو باپ سُپرد کر گیا تھا۔ ختم ہوگئی۔ لگا بھوکا مرنے۔ یہاں تک ہوگیا۔ کہ لباس بدن پر پھٹ گیا۔ اور ننگا بسر کرنے لگا۔ جب ننگا ہوگیا۔ تو بڑی شرم معلوم ہوئی۔ زمین میں گڑھا کھود کر آدھا جسم ڈھانپ لیتا تھا۔ اور ستر عورتین کرتا تھا۔ جب زمانہ سے بہت تنگ آگیا۔ تو اُس نے ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جو اتفاقاً اُس کے پاس سے گذر رہے تھے۔ التجا کی کہ یا موسےٰؑ! تم تو اللہ کے پیارے نبی ہو۔ اور تم خدا کے ساتھ کلام بھی کرتے ہو۔ میری ایک التجا ہے اگر قبول کرو۔ تو کہوں۔ حضرتؑ نے جواب دیا۔ کہو۔ اُس مفلس نے (کہ جس کا باپ بہت دولتمند تھا۔ اور دولت کے غرور میں آخر دم تک خدا کو یاد نہ کیا تھا) کہا۔ کہ میری طرف سے اللہ تعالےٰ کے پاس اتنی التجا کرنا۔ کہ مجھے اتنا تو دے۔ کہ میں پیٹ بھر کر کھا لیا کروں۔ اور اپنی ستر عورتین تو کر لیا کروں۔ حضرت موسیٰؑ کو اِس مفلس کی اِس التجا پر بڑا رحم آیا۔ اور بہت تعجب کیا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اس کو اتنی مفلسی میں رکھا ہُوا ہے۔ اس مفلس سے کچھ نہ کہا۔ دل میں حیران کوہ طور کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک اور شخص ملا۔ اُس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ کہ یا نبی اللہ تم جب کوہِ طور پر جاؤ۔ تو میری طرف سے اللہ تعالےٰ کے پاس التجا کرنا۔ کہ میرے پاس اِس قدر دولت ہے۔ کہ میں اس کو کس طرح سنبھالوں۔ اس دولت میں سے

کچھ کم کر دے ۔ تاکہ مَیں بھی سمجھوں۔ کہ کتنی دولت میرے پاس ہے ۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اس آدمی کو دیکھا ۔ کہ زریں لباس
پہنے ہوئے ہے ۔ اور گھوڑے کی زین اور جھول وغیرہ بھی جڑاؤ ہے ، اور
آگے پیچھے ملازم زرق برق لباس میں اس کے ساتھ ہیں ۔ اس سے زیادہ
متعجب ہوا اور دل میں کہنے لگا ۔ کہ عجب قدرتِ پروردگار ہے ۔ کہ ایک
تو اس قدر افلاس میں مبتلا ہے ۔ کہ اس کو ستر عورتین کے لئے کچھ میسّر
تک نہیں ۔ اور ایک اپنی دولت سے سیر ہے ۔ کہتا ہے کہ اِس دولت کو کم
کیا جاوے ۔ تاکہ سمجھ میں آوے ۔ کہ کتنی ہے ۔ اِس طرح سوچتا ہوا کوہِ طور
پر پہنچا ۔ بعد از راز و نیاز آنحضرتؑ نے اِن دونوں کی التجا کو باری تعالیٰ
کی درگاہ میں بیان فرمایا ۔ جواب آیا ۔ کہ پہلا شخص جس نے تم سے التجا
کی تھی ۔ کہ میرا رب مجھے اتنا دے ۔ کہ مَیں اپنی ستر عورتین کروں ۔ اور
اپنی زندگی بسر کروں ۔ اس کو کہدو ۔ کہ جاؤ باپ کو کہو ۔ کہ وہ دولت جس
کے سپرد کر گیا تھا ۔ کہاں ہے ۔ اس دولت سے مدد طلب کرے ۔ میری کیا
ضرورت ہے ۔ اور دوسرے شخص کو کہو ۔ کہ تیرا باپ میرے سپرد کر گیا
ہے ۔ میری مصلحت کو کوئی نہیں جانتا ۔ مَیں کس طرح اُس کو دولت میں
نہ رکھوں ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا ۔ بار اللہ یہ کیا راز ہے ۔ حضرت
باریتعالےٰ نے تمام قصہ پہلے شخص کا جیسا کہ مَیں اوپر لکھ آیا ہوں سُنا دیا اور دوسرے
شخص کے بارے میں کہا ۔ کہ یہ ایک غریب کا لڑکا تھا ۔ جب اس غریب کی موت
کا وقت قریب آیا ۔ تو اس کی عورت اس بچے کو باپ کے پاس لائی ۔ اور کہنے لگی ۔
کہ اب تیرے مرنے کا وقت قریب ہے ۔ یہ چھوٹا بچہ تیرے بعد کہاں دربدر پھرے گا ۔
اس کا کچھ انتظام کر جا ۔ اُس نے جواب دیا ۔ کہ مَیں اس کا کیا انتظام کروں ۔
لو مَیں اس بچے کو اُس کے سپرد کر جاتا ہوں ۔ جس نے اسے پیدا کیا ہے ۔
وہی اس کا انتظام کرے گا ۔ جب وہ شخص اپنے بچے کو میرے حوالے کر گیا
ہے ۔ تو پھر کس طرح ہو سکتا ہے ۔ کہ مَیں اس کا انتظام نہ کروں ۔ اور اُس
کو دربدر پھراؤں ٭

اِس قصّہ سے آپ خود سوچ سکتے ہیں۔ کہ دولت کی مستی نے اُس کی آیندہ نسل کو کس طرح تباہ و برباد کیا۔ نیز یہ بھی معلوم نہیں۔ کہ اُس نے کن کن بُرے یا اچھے ذریعوں سے دولت کو جمع کیا تھا۔ کہ جس کا اثر اُس کی اولاد پر پڑا۔ یہ دولت ہی کا فتنہ تھا۔ کہ جس نے تقریباً تمام انبیا علیہم السلام کو اوّل سے لے کر آخر تک تکلیف میں ڈالے رکھا۔ کئی نبی علیہم السلام تو بڑی بے دردی کے ساتھ قتل کئے گئے۔ حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے ہاتھ سے۔ جب تک غرق نہ ہُوا۔ ایک لمحہ کے لئے آرام نہ آیا۔ فرعون نے دولت ہی کے ذریعے خدائی کا دعوےٰ کیا۔ اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کی نبوت سے اور خدا کی خدائی سے باوجود حضرت موسےٰ علیہ السلام کے معجزات کے انکار کیا۔ اور ڈوبتے دم تک اپنی حرکات سے باز نہ آیا۔ اور ہر قسم کا ظلم جو اُس سے ہو سکا کیا۔ اِسی طرح شدّاد نے دولت کے غرور میں خدائی کا دعوےٰ کیا۔ اور نمرود نے تو حد کر دی۔ دوسرے بادشاہوں نے اگر خدائی کا دعوےٰ کیا۔ تو نبیوں ہی کو تکلیف پہنچائی۔ اس ملعون نے تو خدا کو نعوذ باللہ مروانے کا انتظام کیا۔ بلکہ تیر مار ہی دِیا۔ جب خون آلودہ تیر واپس آیا۔ تو اور بھی مغرور ہو گیا۔ کہ نعوذ باللہ مَیں ایسا زبردست خدا ہوں کہ مَیں نے آسمان والے خدا کو مار ڈالا ہے۔ اَب میرے بغیر اور کوئی خدا نہیں ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس کو فنا کرنا چاہا۔ تو سارے دعوےٰ خدائی دھرے رہ گئے۔ اصحابِ کہف کا قصّہ بھی مشہور ہے۔ اُن کے زمانے مَیں بھی ان کے بادشاہ نے دعویٰ خدائی کیا۔ ان کو بھی مجبور کیا گیا۔ کہ اس بادشاہ کو جس نے دولت و آرام کی کثرت کی وجہ سے خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ سجدہ کریں۔ اُنھوں نے خدائے حقیقی کے بغیر دوسرے کو سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ جس پر اُن کو قتل کا حکم ہُوا۔ اُنھوں نے خدائے حقیقی سے مدد طلب کی۔ دولت کو ہیچ سمجھا۔ اور اُس کے فتنہ میں نہ پھنسے۔ آخر خداوند عالم نے ان کو مدد دی۔ اور اُن کو غار میں چھپا دیا۔ جو اِس وقت تک زندہ ہیں۔ اور غار میں آرام سے سو رہے ہیں۔ بلکہ ان کی

حفاظت کے لئے ایک کُتا غار کے دروازے میں اس وقت سے سو رہا ہے جب وہ اُٹھیں گے۔ اُن کا کُتا بھی اُٹھے گا۔ بہت کم بادشاہ دُنیا میں اپنی موت سے مرتے ہیں۔ زیادہ تر دوسروں کے ہاتھ سے قتل ہوتے ہیں یا کئے جاتے ہیں جتنی انسان کے پاس زیادہ دولت ہوتی ہے۔ اتنا ہی اس کو اپنی جان کا اندیشہ لگا رہتا ہے۔ جتنے قتل دنیا میں ہوتے ہیں۔ ان میں زیادہ تر دولت کے باعث ہوتے ہیں۔ چوریاں۔ ڈاکے وغیرہ بھی اسی دولت کے حاصل کرنے کے لئے ہوتے ہیں غریب سے غریب بھی اسی کوشش میں ہوتا ہے۔ کہ کسی نہ کسی طرح میرے پاس دولت جمع ہو جائے۔ تاکہ وہ اور اس کی اولاد آرام سے بیٹھ کر کھاوے۔ اگر کسی نے حلال روپیہ کمایا ہے۔ اور خدا و رسولؐ کو نہیں بھولا ہے۔ تو بیشک اُس کو اور اُس کی اولاد کو آرام رہتا ہے۔ اگر حرام طریقہ سے یا ظلم سے کمایا ہے۔ تو وہ کبھی بھی اپنی زندگی آرام سے نہیں بسر کر سکتا۔ کیونکہ لازم ہے۔ کہ وہ دولت اسکے پاس یا اس کی اولاد کے ساتھ نہ رہے۔ انبیا علیہم السلام نے دولت کو باعثِ فتنہ ہونے کی خاطر قبول نہیں کیا۔ اور ہمیشہ غریبی میں زندگی بسر کی ہے۔ چند ہی نبیوں نے دولت میں زندگی بسر کی ہے۔ مثلاً حضرت سلیمانؑ۔ حضرت یوسفؑ حضرت داؤد علیہ السلام وغیرہ +

صرف اللہ تعالےٰ نے ایک مثال قائم کی ہے۔ کہ جاہل لوگ یہ نہ سمجھیں کہ نبیوں کو دُنیا میں خدا دولت نہیں دیتا۔ اور نہ وہ دولت کو سنبھالنے کے قابل ہیں۔ بلکہ وہ خود دولت کو قبول نہیں کرتے۔ جن نبیوں نے دنیاوی حکومت کو بھی اختیار کیا تو ظاہر کر دیا۔ کہ جو خدا کے خاص بندے ہیں۔ وہ خواہ دولت رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں۔ خدا کو کبھی بھول نہیں سکتے۔ وہ ہمیشہ خدا کو یاد کرتے ہیں۔ اور دولت کی مستی ان پر اثر نہیں کرتی۔ انبیا علیہم السلام نے دنیا میں آکر ہدایت کی ہے۔ کہ خدا کو پہچانو۔ حلال و حرام کو جانو۔ بُرے کاموں سے بچو۔ زنا۔ چوری۔ ظلم وغیرہ نہ کرو۔ بہت کم ہی لوگوں نے اُن کے احکام پر عمل کیا ہے۔ بلکہ احکام ماننا تو درکنار علانیہ بُرا بھلا کہا۔ اور کئی قسم کی تکلیفیں پہنچائیں۔ اس کی وجہ صرف دولت کے فتنہ کا باعث

ہے۔ دنیا میں لاکھوں مذاہب جو اس وقت میں ہیں۔ اسی دولت ہی کی بدولت ہوئے ہیں۔ کیونکہ خدا و رسولؐ کے احکام پر عمل نہ کیا۔ دولتمندوں نے تو دولت کی وجہ سے مخالفت کی اور غریبوں نے دولتمندوں کے وعدوں کی وجہ سے یا تھوڑا بہت حاصل کرنے کے باعث احکام خدا و رسولؐ کو پس پشت ڈال دیا۔ انسان اپنی زندگی میں سینکڑوں دولتمندوں کو جو صرف دولت ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور خدا و رسولؐ کے احکام کو بھلا بیٹھے ہیں۔ تباہ و برباد ہوتے ہوئے دیکھتا اور سُنتا ہے۔ پھر بھی آنکھوں کے آگے غفلت کا ایسا پردہ چھا جاتا ہے۔ کہ اس سے سبق حاصل نہیں کرتا۔ اور اپنی تھوڑی بہت دولت کے ساتھ خواہ جمع ہوں یا جمع کر کے اپنی تباہی والی حرکات اختیار کرتا ہے +

فخر موجودات سرورِ کائنات خاتم الانبیا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی ایسی بسر کی۔ کہ تمام دنیا کے لیئے تا قیام قیامت ایک مثال قائم کر دی۔ کہ ہر مومن و مسلمان کو لازم ہے۔ کہ دُنیا میں آکر اس طرح زندگی بسر کرے۔ مگر یہ دولت کسی کو بھی اچھے کاموں کی طرف رجوع ہونے نہیں دیتی۔ سوائے آیمۂ معصومین علیہم السلام یا معدودے چند آدمیوں نے ان کی پیروی کی۔ اب بھی شاذونادر کوئی ملے گا۔ جو ان کی طرح زندگی بسر کرتا ہو۔ لطف یہ ہے۔ کہ تمام دنیا کا اختیار اُن کے قبضہ ہے۔ مگر آپ فاقوں میں بسر کرتے ہیں۔ آپ ہی نہیں۔ بلکہ اُن کی پیاری لڑکی۔ پیارے نواسے۔ اور پیارے داماد نے کہ جن کی مثال بعد از نبی آخر الزمان حضرت آدمؑ تا قیامت ملنا محال ہے۔ بلکہ ناممکن ہے۔ فاقوں گذاری یتیموں۔ اسیروں۔ غریبوں۔ بیواؤں وغیرہ وغیرہ کی ہمیشہ مدد کی۔ اور سوالی کو بھی رد نہ کیا۔ اور اتنا عنایت کیا۔ کہ اس کو پھر سوال کرنے کی ضرورت نہ پڑی۔ مگر آپ اسی پھٹے کپڑوں میں۔ اور فاقوں میں رہے +

اگر دولت باعثِ فتنہ نہ ہوتی۔ تو یہ بزرگوار ہستیاں کبھی اپنے سے دُور نہ رکھتے۔ اور نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھتے۔ کیونکہ یہ حضرات دُنیا میں ہدایت کے لیئے اور فتنہ و فساد کو مٹانے کی خاطر آئے تھے۔ پیارے نبیؐ کی پیاری بی بی کی

کی زندگی کے حالات پڑھو تو معلوم ہو۔ کہ اُس نے کس طرح اِس دنیا میں آکر زندگی کو بسر کیا۔ تمام عمر پھٹے کپڑے پہنے۔ دن کو روزہ اور رات کو عبادت میں بسر کیا۔ اگر شام کو افطاری کے وقت کوئی سوالی آ گیا۔ تو اُس سوالی کی بھوک کو مقدم جان کر اپنی روٹی اُس کے حوالے کر دی۔ اور آپ پھر پانی پی کر رات گذاری۔ جب جناب زہرہ صلوات اللہ علیہ کی شادی جناب امیرؑ سے ہوئی۔ تو جناب رسالتمآبؐ نے اپنی پیاری بیٹی کے جہیز میں جو دین و دنیا کے مالک کی اکلوتی ہو۔ ایک مٹی کا لوٹا ایک مٹی کا پیالہ۔ ایک چکی اور ایک حصیر دیا۔ اور امیر المومنینؑ نے اپنی زرہ کو بیچ کر گھر کا سامان خریدا۔ اِس کے بعد جناب امیرؑ دن کو مزدوری کرتے تھے۔ جو کچھ کہ پیسہ بنتا تھا۔ اسکے جو خرید کر لاتے تھے۔ اور جناب زہراؑ اپنے ہاتھ سے چکی پیس کر روٹی پکاتی تھیں۔ اِن بزرگواروں نے مال و دولت کے ساتھ کس وجہ نفرت کی اور باوجود اقتدار رکھنے کے اپنے پاس نہیں آنے دیا۔ مگر ان لوگوں نے جو دولت کے بندے تھے۔ اور دین کو دولت کیخاطر جو کسی سے وفا نہیں کرتی۔ بھول چکے۔ ان بزرگواروں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ پیغمبر آخر الزمانؐ کی وفات پر کیسے کیسے فتنے برپا کئے اور خلافت الہٰ کو اس دولت کے حاصل کرنے کی خاطر خلافت دنیاوی بنا کر دکھلا دیا۔ جناب امیر المومنینؑ کے ساتھ معاویہ ملعون نے بہت سی لڑائیاں کیں۔ اور منبر پر نفسِ رسولؐ کو معاذ اللہ علانیہ سب کرایا۔ اور کیا۔ دولت کی مستی اِس کو کہتے ہیں۔ کہ نہ خدا رہا اور نہ رسولؐ۔ مرگ کو بھول گیا۔ صرف اس خاطر کہ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ جناب امیرؑ جو اس وقت خلیفہ تھے۔ زور نہ پکڑ جائیں۔ اور یہ خلافت ان کی نسل میں نہ چلی جائے۔ حالانکہ حکم خدا اور رسولؐ کے مطابق خلافت الہٰیہ کے حقدار صرف آئمہ معصومین علیہم السلام ہی تھے۔ جناب امیر المومنینؑ کی شہادت کے بعد جناب امام حسن علیہ السلام کو وہ تکلیفیں پہنچائیں۔ کہ الاماں۔ آخر ان کو بھی زہر سے شہید کروایا۔ معاویہ ملعون کی مرگ کے بعد یزید ملعون نے اپنے باپ کی پیروی کی۔ اور حق کو باطل بنانیکی جس قدر اس میں طاقت تھی۔ کوشش کی۔ اور جناب سید الشہدا علیہ السلام کو معہ احباب و بھائیوں اور بیٹوں کے ایسی بیدردی اور ظلم کیساتھ قتل کر دیا۔ کہ مسلمان تو در کنار دنیا کی دیگر اقوام بھی اِس ملعون

کی اِس بیجا حرکت سے بیزار ہیں۔ اور اُسکو بُری نگاہ سے دیکھتی ہیں اور اُسپر لعنت کرتی ہیں قتل تو کہیں رہا۔ جناب سید الشہداء کے اہلبیتؑ کو اسیر کرکے بازاروں میں پھروایا۔ جو کہ کسی مذہب میں جائز نہیں ہے مگر یہ تمام حرکاتِ قبیح صرف اِس خاطر کیں۔ تاکہ لوگ اُن سے نفرت کریں اور اہلبیتؑ رسولؐ کو چاہنا چھوڑ دیں۔ اور لوگوں کی نگاہ میں اُس کی عزت و حرمت اُن کی نسبت زیادہ ہو جائے اور اس کی بادشاہی با اقتدار ہو جائے اور لوگوں کے دلوں پر اُسکا رعب زیادہ بیٹھ جائے۔ مگر اِس حرکت نے لوگوں کے دلوں پر بُرا اثر ڈالا اور تھوڑے ہی عرصے میں اُسکی بادشاہی ختم ہوگئی۔ یزید ملعون پر معاویہ ملعون سے بھی زیادہ دولت نے اپنا اثر دکھایا۔ اُسنے تو کھلم کھلا زنا و شراب خواری اور دیگر ممنوعاتِ شرعیہ کو کیا۔ یہاں تک کہ خانۂ کعبہ کو جلوایا اور وہاں پر زنا و شراب خواری کی اس ملعون کے دِل میں یہ ہوگا۔ کہ شاید اِس دولت کیساتھ مَیں ہمیشہ زندہ رہونگا۔ اور مجھے کوئی طاقت تباہ اور ضائع نہ کر سکے گی۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ میں نہ وہ رہا۔ اور نہ اس کی دولت رہی۔ یزید ملعون نے تو اپنی بادشاہی کیخاطر ایسی حرکات کیں۔ مگر یزید کے ملازمین کیطرف توجہ کریں۔ کہ انہوں نے یزید کے وعدوں اور خوش کرنے کیخاطر اپنے لئے عذابِ جہنم خریدا۔ شمر ولد الزنا نے جب امام حسینؑ کو شہید کرنا چاہا۔ تو اسوقت جناب سید الشہداؑ کے سوال شمر ملعون پر اور اس کے جواب قابلِ غور ہیں۔ جناب امام حسینؑ نے دریافت فرمایا۔ کہ آیا تم جانتے ہو کہ مَیں کون ہوں؟ اور مجھے تم کیوں قتل کرتے ہو؟ شمر ملعون نے جوابدیا کہ ہاں مَیں جانتا ہوں کہ تم رسولؐ کے نواسے ہو کہ جس کا ہم کلمہ پڑھتے ہیں۔ اور علی مرتضٰیؑ کے بیٹے اور جناب زہراؑ کے لختِ جگر ہو۔ مَیں تم کو اِس لئے قتل کرتا ہوں کہ یزید نے مُلک رَے مجھے دیا ہے۔ مَیں کس طرح قتل نہ کروں۔ اگر مَیں نے قتل نہ کیا۔ تو یزید مجھ سے مُلک رَے چھین لیگا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ کہ مُلک رَے تیرے نصیب نہ ہوگا۔ اُس ملعون نے جواب دیا۔ کہ اب تو میرے نصیب میں ہے۔ جب نہ ہوگا۔ تو دیکھی جائے گی۔ مَیں تمہیں قتل کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مجھے رسول اللہؐ کی کچھ پرواہ نہیں ہے ؞

اِس مضمون کے لکھنے سے میرا یہ مطلب سمجھنا نہیں چاہئے۔ کہ دولت اور اولاد کو خدا نے فتنہ مقرر کیا ہے۔ بلکہ انسان نے خود اس کو فتنہ بنا لیا ہے۔ پیر محمد علم نے جو اپنے کلام مجید میں اِس آیت کو لفظ تحقیق سے لکھا ہے۔ اس کا یہ مطلب

نہیں۔ کہ خدا نے اِن دونوں چیزوں کو فتنہ بنا کر بھیجا ہے۔ بلکہ اس کے علم میں تھا۔ اور ہے۔ کہ یہ دونوں چیزیں انسان نے اپنے لئے باعثِ فتنہ قرار دے رکھی ہیں۔ دولت اِس لئے دی ہے۔ کہ انسان اپنی ضروریات کو قاعدے کے مطابق خرید و فروخت کرے۔ حکم خدا کے مطابق اور اپنی عقل سے کام لیکر غریبوں۔ مسکینوں یتیموں۔ بیواؤں وغیرہ کی مدد کرے۔ تاکہ وہ بھی اِس دنیا میں صاحب دولت کی طرح زندگی بسر کریں۔ بڑی تعجب کی بات ہے۔ کہ انسان جو دولت رکھتا ہو۔ وہ تو عیش و آرام سے بسر کرے۔ اور اُسی کی نوع میں سے جس کے پاس دولت نہ ہو۔ بھوکا ننگا رہے۔ خدا نے اگر دولت کو باعثِ فتنہ قرار دے کر ہم لوگوں کو دیا ہے۔ تو وہ نعوذ باللہ بڑا ظالم و جابر ہے۔ خود تو ہم کو فتنہ کا سبق دے۔ اور پھر ساتھ ہی ہم کو ہدایت کرے۔ کہ تم دنیا میں فتنہ و فساد نہ کرو۔ اِس کی مثال اِس طرح ہے۔ کہ ایک لوہار کاریگر ایک چھری بناتا ہے۔ اور اُس چھری کے بنانے کا یہ مقصد ہوتا ہے۔ کہ انسان گوشت یا ترکاری یا کوئی اور چیز حسب ضرورت چیرے یا کاٹے لیکن اگر اس چھری سے کوئی دوسرا شخص انسان کو قتل کر ڈالے۔ یا زخمی کر دیوے تو چھری بنانے والے کا کیا قصور۔ اُس نے تو اِس مطلب کے لئے نہیں بنائی تھی۔ کہ اُس سے ایک انسان دوسرے انسان کو زخمی کر ڈالے۔ یا مار ڈالے۔ دنیا کا کوئی قانونِ شرعی یا غیر شرعی ایسا نہیں ہے۔ کہ جس سے چھری بنانے والے کو گرفتار کر لیا جاوے۔ اور بجائے قاتل کے اس کو شرعی یا غیر شرعی سزا دی جاوے۔ اب رہی اولاد۔ بے شک خدا نے ہر ذی روح کے دل میں۔ خواہ انسان ہو یا حیوان۔ اس کی اولاد کی محبت قرار دی ہے۔ تاکہ وہ اِس محبت کے ذریعے سے اولاد کی پرورش کرے۔ حیوان اپنی عقل کے مطابق اور اس محبت کی وجہ سے اپنے بچّہ کو پالتا ہے۔ اور انسان اپنی عقل کے مطابق اپنے بچّے کی پرورش کرتا ہے۔ اور تربیت کرتا ہے۔ اولاد کی محبت اِس لئے دی ہے۔ کہ دنیا میں سلسلہ تناسل قائم رہے۔ نہ اِس لئے محبت دی ہے۔ کہ دوسرے انسانوں کے گلے کاٹے جائیں۔ آپ لوگوں کے پاس انبیا اور آئمہ معصومین علیہم السلام کی مثال موجود ہے۔ کہ بہت سے انبیا

اور تقریباً تمام آئمہ معصومین علیہم السلام کے اولاد ہوتی رہی۔ انہوں نے تو اولاد کی خاطر دولت سے محبت نہ کی۔ کیونکہ وہ اچھی طرح سے جانتے تھے۔ کہ خدا نے دولت جس مطلب کے لئے دی ہے۔ اسی طرح پر خرچ کرنا چاہیئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے باوجود اتنی بادشاہت کے اپنی اولاد کی خاطر تو کسی کا گلا نہ کاٹا۔ اور نہ کسی پر ظلم کیا۔ یہ خیال نہ کیا۔ کہ میری اولاد بھوکی نہ رہے۔ اور میری بادشاہت دوسرے کے ہاتھ میں باقی نہ رہے۔ اور جناب امیر علیہ السلام کی طرف خیال کریں۔ کہ باوجودیکہ بارہ اولادیں تھیں (ان بارہ اولادوں میں سے دو لڑکے ایسے تھے۔ کہ جن کی مثال وہ خود دونوں آپ ہی ہیں۔ اور جن کی تعریف میں خود قرآن شریف شاہد ہے۔) اپنی خلافت کے زمانہ میں کبھی یہ خیال نہ کیا۔ کہ میرے بعد کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ یہ بھوکے رہیں۔ آؤ ان کے لئے دولت جمع کریں بلکہ ان کے خلافت کے زمانہ کا ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔ جس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ ان کو دولت سے کس قدر نفرت تھی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ طلحہ اور زبیر جناب امیر علیہ السلام کے زمانہ میں آنحضرتؑ کے پاس آئے۔ شام کا وقت تھا۔ اور حضرتؑ اپنے گھر میں تشریف رکھتے تھے۔ اور بیت المال کا حساب کر رہے تھے۔ طلحہ اور زبیر نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ حضرتؑ نے حساب کرنا چھوڑ دیا۔ اور ان دونوں کو اندر بلا لیا۔ جب دونوں اندر آ گئے۔ تو حضرتؑ نے ان سے آنے کا سبب دریافت کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ ہم ملاقات کی خاطر آئے ہیں آنحضرتؑ نے مٹی کا دیا جو جل رہا تھا۔ فوراً بجھا دیا۔ اور دوسرے مٹی کے دیئے کو جلا دیا۔ انہوں نے اس کا سبب دریافت کیا۔ تو فرمایا کہ میں نے پہلا دیا جو بجھایا ہے۔ اس کا تیل بیت المال کے حساب میں ہے۔ چونکہ تم اپنی ضرورت کے لئے آئے ہو۔ اور اپنی باتیں کر رہے ہو۔ میں خدا کو کیا جواب دوں گا۔ کہ اپنی ضرورت کے لئے بھی بیت المال سے پیسہ خرچ کروں۔ اس دیئے کا تیل میرے خرچ سے ہے۔ چاہے تمام

رات چلے۔ کوئی حرج نہیں۔ یہ سُن کر دونوں حیران ہو گئے۔ جب باتیں کر چکے۔ تو آنحضرت علیہ السلام سے رخصت ہوئے۔ اور باہر آن کر کہنے لگے۔ کہ ایسے شخص سے دولت کیا نفع۔ یہ تو اتنا گوارا نہیں کر سکتا ہم کو کب دینے لگا۔ یہ بات قابل تسلیم ہے۔ کہ بغیر دولت کے کوئی بھی زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ خواہ نبی ہو یا امام ہو۔ کیونکہ آپ کے پاس کئی مثالیں موجود ہیں۔ آپ جناب امیر علیہ السلام کو لیں۔ آنحضرتؑ مزدوری کرتے تھے۔ جو پیسے مزدوری کے بنتے تھے۔ اس سے جو خرید کر لاتے تھے۔ اور اِس سے اپنی زندگی وغیرہ بسر کرتے تھے۔ جب آنحضرتؑ کا بیاہ جناب زہرةؑ سے ہُوا۔ جیسا کہ مَیں اوپر بیان کر آیا ہوں۔ آنحضرتؑ کو ضرورت پڑی۔ کہ وہ اپنی زرہ کو بیچیں۔ اور اس نقدی سے گھر کا سامان خریدیں۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ ہر ایک شخص کو دولت کی ضرورت ہے۔ اگر اس دولت کو حکم خدا و رسولؐ اور اپنی عقل کے مطابق خرچ کیا جاوے انبیا و آئمہ معصومین علیہ السلام یا دیگر مومنین نے اِس دولت سے جو نفرت اختیار کی۔ نہ اِس لئے کہ یہ بذاتِ خود فتنہ ہے۔ بلکہ اہلِ دنیا نے اِس کو فتنہ بنا رکھا ہے۔ اِسی لئے وہ غریبی میں بسر کرتے تھے۔ تاکہ تمام دُنیا دولت سے محبت کرنا چھوڑ دے۔ اور اپنی آیندہ نسل کو خدا کے حوالے کر دے۔ اور اپنی اولاد کی خاطر دنیا کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچا دے۔ اور اِس چند روزہ زندگی کی خاطر ابدی عذاب خرید لے۔ اتنی سمجھ نہیں ہے۔ کہ انسان اپنی اولاد کے لئے لوگوں پر ظلم کر کے روپیہ جمع کرتا ہے۔ تو کیا وہ دولت کبھی اس کی اولاد کے پاس کے پاس رہی ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ شخص اپنی اولاد کی خاطر جہنم خریدتا ہے۔ یہ کون سی عقل کی بات ہے۔ کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی دولت سے جو اپنے

لڑکے کے لئے جمع کی ہے۔ دوسرے صرف کریں۔ اور دنیا میں
بدنام اور آخرت میں جہنمی ہوں۔ میں اس مضمون کو یہیں پر
ختم کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ ہر مومن و مسلمان کو
پروردگار عالم حق و حلال کی دولت عنایت فرمادے۔ اور
عذاب ابدی سے اپنی حفاظت میں رکھے۔ آپ صاحبان سے اُمید
ہے۔ کہ جناب قبلہ گاہی صاحب جناب نواب محمد علیخاں صاحب
اور بندہ کے بھائیوں اور بندۂ عاصی کو دعائے خیر سے یاد فرماتے
رہا کریں گے۔

راقم آثم

علی رضا خاں قزلباش

المعروف

آغا خاں۔ ہپنوٹسٹ

مسمریزم اور ہپناٹزم

کے ذریعہ

ہر ایک بیماری کا مکمل علاج

مسمریزم یا ہپناٹزم ایک ایسی روحانی طاقت ہے۔ جسکے ذریعہ سے ہر قسم کے مرض کا علاج بڑی آسانی سے ہوتا ہے۔ تمام لوگ اِس بات کو مانتے ہیں۔ کہ اسکے ذریعہ سے مشکل سے مشکل کام فوراً آسان ہوجاتا ہے جس طرح سے کہ دوسرے کاموں میں کوئی دِقت نہیں ہوتی اسی طرح سے علاج میں بھی کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ ہاں اِس میں شک نہیں۔ کہ اِس عِلم کے ذریعہ بہت کم اشخاص مریضوں کا علاج کرتے ہیں جس واسطے اِس عِلم کی کم قدر ہے۔ اگر عام لوگوں کو اس کی قدر معلوم ہوجائے۔ تو یقینی امر ہے۔ کہ لوگ بڑی خوشی سے مسمریزم کے ذریعہ علاج کرائیں بہت سے لوگ اسکو معمولی سمجھکر مذاق اُڑاتے ہیں۔ اور بہت سے اِس عِلم کو نہ جاننے کی وجہ سے معمولی جانتے ہیں۔ اور علاج کرانے سے پہلوتہی کرتے ہیں یہ جان لینا چاہیے۔ کہ اِس عِلم کے ذریعہ سے علاج میں بہت کامیابی ہوتی ہے۔ تمام صاحبان کو لازم ہے۔ کہ اس عِلم کی قدر کریں۔ اور اس کے ذریعہ سے علاج کرواکر آزمائیں۔ اور دیکھیں کہ پروردگارِ عالم نے روحانی قوتوں میں کس قدر طاقت دی ہے۔ اگر آپ ہپناٹزم کے ذریعہ علاج کرانا چاہتے ہیں۔ تو مندرجہ ذیل پتہ پر تشریف لاکر علاج کرواسکتے ہیں +

المشتہر

علی رضا خاں فرزند لبانش ہپناٹسٹ علی رضا آباد ضلع لاہور

آپ حضرات سے مخفی ہیں۔ کہ لاہور کا ماہوار علمی رسالہ الحافظ ترویج شریعت غراء و
بہبودی ملت بیضا میں عرصہ سے منہمک ہے۔ اور مخالفین مذہب حقہ کے معرکۃ الآراء
اعتراضوں کا مدلل و معقول اور دندان شکن جواب دینا اور معضلات مسائل دینیہ و
مشکلات مشاکل ایمانیہ کو حل کرنا اس کا مقصد اعلیٰ ہے۔ اس قلیل عرصہ میں اس
رسالہ کے ذریعہ ہزارہا نفوس مذہب حق میں منسلک ہو چکے ہیں اور یہ اس لئے ہے۔
کہ اس رسالہ کو سرکار شریعتمدار شمس العلماء علامہ حائری مجتہد العصر و الزمان ادام
اللہ ظلہم کی حمایت کا طغرائے امتیاز و سرپرستی کا فخر حاصل ہے اور خود جناب قبلہ دام
ظلہ کے علمیہ مضامین و فتاوی بھی اس میں التزاماً شائع ہوتے ہیں۔ اسلئے شیعوں کا گھر
گھر اس مفید اور ہمیشہ کارآمد علمی رسالہ سے محروم نہ رہنا چاہئے۔ اس لئے یہ جامع العلوم
کاشف الظلوم۔ دافع الغموم۔ مدافع الہموم حامی المظلوم رسالہ بطور نمونہ درخواست آنے پر
مفت طلب فرما سکتے ہیں۔ مطالعہ کرنے کے بعد آپ کی ذات سے توقع کامل ہے۔ کہ
خود اس کی خریداری ضرور منظور فرما کر اس قابل دید اور سب سے زیادہ مفید علمی رسالہ
کے خریدار بہم پہنچائیں گے۔ اور اس طرح اجر جزیل و ثواب جمیل حاصل کرکے سچی
ہمدردی کا ثبوت دیں گے۔ زیادہ ایدکم اللہ و ایدکم لمرضاتہ۔

آپ کا خیر کیش

مینیجر "الحافظ" محلہ قاضی خانہ لاہور